Lesson 3: Al-A'araaf (Ayaat 40 - 53): Day 12

سُورَۃُ الۡاَعۡرَاف کی تفسیر

آج کے سبق میں ہم انسان کی حسرتیں دیکھیں گے۔ آج کے سبق میں 'Journey of Soul' ہے۔ کچھ لوگ نیکیاں بھی کرتے ہیں لیکن عادتاً یا مجبوراً گناہ بھی کرتے ہیں۔ رسماً یا رواجاً کام کرتے ہیں۔ قیامت کے دِن اُن کا کیا حال ہو گا؟

آج کے سبق میں سورۃ الاعراف کا مطلب بھی سمجھ آجائے گا۔ مقامِ اعراف پر کون لوگ کھڑے ہونگے؟ اور دُنیا میں جن کاموں کو انسان عام یا معمولی سمجھتا ہے، قیامت کے دِن اُن کاموں پر حسرت کرے گا۔ دِلوں کے اندر کینہ کیا ہوتا ہے؟ جن لوگوں نے رسولوں کی بات مانی اور جنہوں نے نہیں مانی تو ایسے دونوں گروہوں کے ساتھ قیامت کے دِن کیا معاملہ ہو گا؟ پھر نہ ماننے والے افسوس کرینگے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے ہوئے سبق شروع کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم اِن پر عمل کرنے والا بنادے۔ آمین۔

اِنَّ الَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا وَاسۡتَكۡبَرُوۡا عَنۡهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمۡ اَبۡوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدۡخُلُوۡنَ الۡجَـنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الۡجَمَلُ فِىۡ سَمِّ الۡخِيَاطِ‌ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجۡزِى الۡمُجۡرِمِيۡنَ ﴿۴۰﴾

جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے سرتابی کی۔ ان کے لیے نہ آسمان کے دروازے کھولے جائیں گے اور نہ وہ بہشت میں داخل ہوں گے۔ یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں سے نہ نکل جائے اور گنہگاروں کو ہم ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں (۴۰)

1: ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور 2: ان سے تکبّر کیا۔

ایسے مجرمین کو کیا سزا ملے گی؟

لَهُمۡ مِّنۡ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنۡ فَوۡقِهِمۡ غَوَاشٍ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجۡزِى الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۴۱﴾

ایسے لوگوں کے لیے (نیچے) بچھونا بھی (آتش) جہنم کا ہوگا اور اوپر سے اوڑھنا بھی (اسی کا) اور ظالموں کو ہم ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں (۴۱)

ایک لفظ ہے کہ: ک ذ ب۔ جھوٹ۔ جھوٹا کاذب۔ کاذبہ جھوٹی عورت۔

ایک ہے خود جھوٹ بولنا (حدیث ہے کہ مومن جھوٹا نہیں ہوتا) اور ایک ہے کسی کو جھٹلانا؛

كَذَّبُوۡا : شدّت ہے کہ اللہ کی آیات کو جھٹلاتا ہے۔ کون اللہ کی آیات کو جھٹلاتا ہے؟

کافر تو وہ ہے جو نہ اللہ کو مانتا ہے اور نہ ہی اللہ کی آیات کو۔ کافر تو قرآن کو اللہ کی کتاب ہی نہیں مانتا۔ لیکن مسلمان اللہ کی آیات کو جھٹلاتا ہے۔ تکذیب کرتا ہے۔ قول اور عمل سے تکذیب۔

اللہ کی آیات کی قول سے تکذیب کہ کوئی ضرورت نہیں قرآن پڑھنے کی۔ سیدھا سیدھا عربی پڑھ لو کوئی ضرورت نہیں سمجھنے اور تدبّر کرنے کی۔ کیونکہ سُن کر سمجھ لیا تو عمل کرنا پڑے گا۔

جو چیز ہمیں نہیں چاہیئے اُن کو ہم کوڑے دان / ڈسٹ بن میں ڈال دیتے ہیں۔ ایسے لوگ بھی ہیں جو قران کی آیات کو زندگی کے لئے ضروری نہیں سمجھتے۔ وہ اندھے، گونگے بہرے ہو کر دُنیا سے گُزر جاتے ہیں۔

عمل سے تکذیب کہ سُن لیا لیکن عمل کو نہیں بدلیں گے۔ مرضی ہم اپنی کرینگے؟

اگلا لفظ ہے وَاسۡتَكۡبَرُوۡا؛ یعنی کبر کیا۔ بڑا بننا۔ عربی میں کسی لفظ کے ساتھ اس ت لگے تو معنی طلب کرنا۔ یعنی بڑائی طلب کرنا۔ میں دوسروں سے کہتی ہوں کہ مجھے بڑا مانو۔ شیطان نے بھی تکبر کیا تھا۔

یعنی آیات کے مقابلے میں تکبّر کیا۔ ہم تو نہیں مانتے اِن آیات کو (استغفر اللہ)۔ میں تو یہ ہوں۔ فلاں ہوں۔ اپنے آپ کو بڑا سمجھنا اور کہنا کہ مجھے بھی بڑا سمجھو۔

تکزیب اور تکبّر بہت بڑا جُرم ہے۔ فرعون بڑا بنا۔ نمرود، قارون اور ھامان بڑے بنے۔ پھر اُن کا کیا حال ہوُا؟

قرآن پڑھنا اتنا مشکل نہیں۔ اس پر عمل کرنا مشکل ہے اور اس کے مقابلے میں اپنے آپ کو چھوٹا سمجھنا بڑا مشکل ہے۔ یہ احکامات اللہ کی طرف سے آرہے ہیں۔ اپنے دِل میں اِرادہ کریں کہ جو پڑھوں گی اُس پر عمل کرونگی۔ اپنے آپ کو اللہ کے سامنے اور اُس کی آیات کے سامنے چھوٹا سمجھوں گی۔ کوئی تکبر نہیں کرونگی۔ یہ میرے رَبّ کا حکم ہے۔ مجھے رَبّ کی بات ماننی ہے۔ انشاءاللہ۔

'۔۔ ان کے لیے نہ آسمان کے دروازے کھولے جائیں گے ۔۔' یہاں سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ آسمان کے دروازے ہیں۔ یہ بات احادیث سے بھی ثابت ہوتی ہے۔ آج سائنس بھی اس کے ریفرنس دیتی ہے۔ لیکن اگر سائنس ریفرنس نہ بھی دیتی تو بھی ہم تو اللہ کے کلام کو سچ مانیں گے۔

ہماری دُنیا کے آسمان کے دربان کا نام اسماعیل ہے۔ جب اللہ کے نبیؐ معراج پر تشریف لے گئے تھے تو ہر آسمان پر نبیوںؑ سے ملے تھے۔ پھر اگلے آسمان کا دروازہ کھلتا تھا۔ یہ سب چیزیں ہم موت کے بعد دیکھیں گے۔

اس کی ایک تفسیر تو یہ ہے کہ؛ ان کی دعائیں قبول نہیں ہوں گی، عبداللہ بن عباسؓ کی تفسیر کہ کافروں کے نیک اعمال اللہ کی طرف نہیں چڑھیں گے، ایک اور تفسیر کہ نہ ان کی روحوں کے لیے آسمان کے دروازے کھلیں۔ ہر دِن ہم جو کام کرتے ہیں یہ روزانہ کی بنیاد پر اللہ کے پاس جمع کروا دیا جاتا ہے۔ فجر اور عصر کے اوقات میں۔ اور آسمانوں پر ایک دفتر ہے علّیین کے نام سے، یہ سارا ریکارڈ وہاں جمع ہوتا رہتا ہے۔

بُرے اور غلط کام زمین کے نیچے ایک دفتر ہے سجّین کے نام سے وہاں جمع ہوتے رہتے ہیں۔

سورۃالمطففین میں آتا ہے؛

سن رکھو کہ بدکاروں کے اعمال سجّین میں ہیں (۷) اور تم کیا جانتے ہوں کہ سجّین کیا چیز ہے؟ (۸) ایک دفتر ہے لکھا ہوا (۹)

(یہ بھی) سن رکھو کہ نیکوکاروں کے اعمال علیین میں ہیں (۱۸) اور تم کو کیا معلوم کہ علیین کیا چیز ہے؟ (۱۹) ایک دفتر ہے لکھا ہوا (۲۰)

تو بُرے لوگوں کے اچھے عمل بھی قبول نہیں ہونگے۔ اللہ واپس کر دیتا ہے کہ لے جاؤ۔

بعض اوقات لوگ نیک کام کرتے ہیں لیکن غرور اور تکبّر کے ساتھ کرتے ہیں۔ وہ بھی قبول نہیں ہونگے۔ دکھاوے اور ریاکاری والے کام بھی قبول نہیں ہوتے۔

پھر یہ کہ ایسے بُرے لوگوں کی روحیں بھی اوپر نہیں جاسکیں گیں۔ احادیث میں اس کی کافی تفاصیل ہیں۔ ایک حدیثِ رسولؐ یہاں بھی پیش کرتے ہیں۔

چنانچہ حدیث میں ہے کہ جب بدکاروں کی روحیں قبض کی جاتی ہیں اور فرشتے انہیں لے کر آسمانوں کی طرف چڑھتے ہیں تو فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے گزرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: یہ خبیث روح کس کی ہے؟ یہ اس کا بدسے بدنام لے کر بتاتے ہیں کہ فلاں کی۔ یہاں تک کہ یہ اسے آسمان کے دروازے تک پہنچاتے ہیں لیکن ان کے لیے دروازہ کھولا نہیں جاتا۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت «لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّىٰ يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ» پڑھی۔ یہ بہت لمبی حدیث ہے جو سنن میں موجود ہے۔ (تفسیر ابن جریر الطبری:14620: صحیح)

مسند احمد میں یہ حدیث پوری یوں ہے :سیدنا براءبن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:ایک انصاری کے جنازے میں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔جب قبرستان پہنچے تو قبر تیار ہونے میں کچھ دیر تھی۔سب بیٹھ گئے،ہم اس طرح خاموش اور باادب تھے کہ گویا ہمارے سروں پر پرند ہیں۔

(یہاں سے یہ اَدب کی بات سیکھ لیں کہ جنازے کے پاس غیر ضروری باتیں نہ کریں۔دُنیا میں اگر کوئی بھی دین کی بات نہ کرے تو موت ہی واعظ دینے کے لئے کافی ہے۔انسان کو موت دیکھ کر ضرور غور و فکر کرنا چاہئیے اور نصیحت لینی چاہئیے۔)

آپ کے ہاتھ میں ایک تنکا تھا جسے آپ زمین پر پھرا رہے تھے۔تھوڑی دیر میں آپ نے سر اٹھا کر دو بار یا تین بار ہم سے فرمایا کہ عذاب قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو۔پھر فرمایا:مومن جب دنیا کی آخری اور آخرت کی پہلی گھڑی میں ہوتا ہے،اس کے پاس آسمان سے نورانی چہروں والے فرشتے آتے ہیں گویا کہ ان کا منہ آفتاب ہے،ان کے ساتھ جنت کا کفن اور جنت کی خوشبو ہوتی ہے۔وہ آکر مرنے والے مومن کے پاس بیٹھ جاتے ہیں جہاں تک اس کی نگاہ کام کرتی ہے،فرشتے ہی فرشتے نظر آتے ہیں پھر ملک الموت آکر اس کے سرہانے بیٹھ جاتے ہیں اور فرماتے ہیں:اے اطمینان والی روح! اللہ کی مغفرت اور رضامندی کی طرف چل۔(سورۃ الفجر کی آیات یاد کریں۔" يَاأَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ﴿٢٩﴾ وَادْخُلِي جَنَّتِي ﴿٣٠﴾ " اے اطمینان پانے والی روح!(٢٧) اپنے پروردگار کی طرف لوٹ چل۔تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی(٢٨) تو میرے(ممتاز)بندوں میں شامل ہو جا(٢٩) اور میری بہشت میں داخل ہو جا(٣٠)") یہ سنتے ہی وہ روح اس طرح بدن سے نکل جاتی ہے جیسے مشک کے منہ سے پانی کا قطرہ ٹپک جائے۔اسی وقت ایک پلک جھپکنے کے برابر کی دیر میں وہ جنتی فرشتے اس پاک روح کو اپنے ہاتھوں میں لے لیتے ہیں اور جنتی کفن اور جنتی خوشبو میں رکھ لیتے ہیں،اس میں ایسی

عمدہ اور بہترین خوشبو نکلتی ہے کہ کبھی دنیاوالوں نے نہ سونگھی ہو۔ اب یہ اسے لے کر آسمانوں کی طرف چڑھتے ہیں۔ فرشتوں کی جو جماعت انہیں ملتی ہے، وہ پوچھتی ہے کہ یہ پاک روح کس کی ہے؟ یہ اس کا بہتر سے بہتر جو نام دنیا میں مشہور تھا، وہ لے کر کہتے ہیں: فلاں کی۔ یہاں تک کہ آسمان دنیا تک پہنچ جاتے ہیں۔ دروازہ کھلوا کر اوپر چڑھ جاتے ہیں۔ یہاں سے اس کے ساتھ اسے دوسرے آسمان تک پہنچانے کے لیے فرشتوں کی اور بڑی جماعت ہو جاتی ہے، اس طرح ساتویں آسمان تک پہنچتے ہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: اس میرے بندے کی کتاب علیین میں رکھ دو اور اسے زمین کی طرف لوٹا دو۔ میں نے انہیں اسی سے پیدا کیا ہے اسی میں لوٹاؤں گا اور اسی سے دوبارہ نکالوں گا۔

کوشش کریں کہ پاک صاف رہیں۔ آپ کے پاس سے بدبو نہ آئے۔ اپنے کپڑوں پر خوشبو لگا کر باہر نہ نکلیں۔ اپنے جسم پر خوشبو لگائیں تاکہ خود بھی اچھا محسوس کریں اور قریب والوں کے لئے بھی ناگوار نہ ہوں۔

ابو بکرؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو اپنے بیٹوں سے فرمایا کہ مجھے پرانی چادروں میں دفن کر دینا کیونکہ نئے کپڑوں کی زندوں کو ضرورت ہے۔ پھر زیرِلب مسکرا کر فرمایا کہ ویسے بھی یہ چادریں تو تھوڑی دیر کے لئے ہی ہیں۔ (انشاءاللہ)

آج ہم زمزم میں بھگو کر چادریں لے آتے ہیں۔ یا کفن پر کلمہ طیبہ لکھوا لیتے ہیں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ عبداللہ بن اُبی جیسا منافق نبی اکریم ﷺ کے کُرتے میں مدفون ہے لیکن دُنیا کے بہترین کُرتے میں دفن کے باوجود اُس کو منافقت کی سزا ضرور ملے گی۔ عبداللہ بن اُبی کا بیٹا اچھا مسلمان تھا۔ اُس نے اللہ کے نبیؐ سے کرتہ مانگ لیا کہ میرا باپ شائد اُسی کے صدقے بخشا جائے۔ اللہ کے نبیؐ کا دِل صاف تھا اس لئے کُرتا دے دیا۔ اور دوسرا عبداللہ بن اُبی کا احسان بھی اُتار دیا۔ اُس نے ایک جنگ میں اللہ کے نبیؐ کے چچا عباسؓ کو کرتا دیا تھا؛

آج بھی وہ اُسی کرتے میں مدفون ہے لیکن اَصل بات یہ ہے کہ انسان کے عمل کیسے ہیں۔

لیکن دُنیا کے کفن اتنی اہمیت نہیں رکھتے۔ مصعب بن عمیرؓ بے حد امیر شہزادے تھے۔ اسلام قبول کیا توسب چھوڑ کر آ گئے۔ جب شہادت نصیب ہوئی تو کفن تک پورا نہ ملا۔ اللہ کے نبیؐ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ جسم کے اوپر کے حصے پر کفن ڈال دو اور پاؤں کی طرف گھاس ڈال دو۔

جب آپ نیک کام کرتے ہیں تو بھی آپ کی ذات سے خوشبو اور روشنی پھیلتی ہے۔

لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنا میری   زندگی شمع کی صورت ہو خدایا میری

دور دنیا کا مرے دم سے اندھیرا ہو جائے   ہر جگہ میرے چمکنے سے اجالا ہو جائے

جب نیک کام کرینگے تو زندگی اور موت کے وقت خوشبو پھیلے گی۔ روشنی ہو جائے گی۔

گناہ اور بُرائی کے کاموں سے بدبو پھیلتی ہے۔

ایمان والا بھی ایک سورج کی طرح ہے۔ اُس کے لئے ہر دِن ایک جیسا ہے۔ وہ چھٹی نہیں کرتا۔ وہ تھک کر نہیں بیٹھتا۔

جب کبھی میں حرم میں جنازے کو دیکھتی تھی تو سوچتی تھی کہ یہ کتنا خوش قسمت ہے کہ اتنی مقدس جگہ پر وفات ہوئی اور اتنے لوگ اس کا جنازہ پڑھ رہے ہیں۔ تو عام طور پر اگر کم لوگ بھی جنازے میں ہوں تو اُس نیک روح کے ساتھ فرشتے ہوتے ہیں۔

پھر ایسے فوت ہونے والے شخص کو جنت کی سیر کروائی جاتی ہے۔ وہ وہاں اپنے پرانے دوستوں اور عزیز رشتے داروں سے ملتا ہے۔ وہ اُس سے سب کے حال احوال پوچھتے ہیں۔ کچھ لوگوں کو وہاں نہیں پائے گا تو اُن کے بارے میں پوچھے گا۔ اُسے بتایا جائے گا کہ وہ علیین کے گڑھوں میں گر گئے ہیں۔

(اپنے فوت شدہ عزیزوں کے لئے دُعا کیا کریں۔ انہیں ہماری دعاؤں کی ضرورت ہے)۔

بعض روایات میں آتا ہے کہ جتنی دیر میں یہ سب ہوتا ہے۔ اُتنی دیر میں دُنیا میں اُس کا کفن دفن کیا جاتا ہے۔ اُس کا جنازہ تیار ہوتا ہے۔ اور اُسے قبر میں پہنچا دیا جاتا ہے۔

پھر جب لوگ قبر میں ڈال کر واپس آتے ہیں۔ تو قبر کے مُردے کے سوال جواب ہوتے ہیں۔ اللہ کے نبیؐ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کے لئے دعا کرو۔ اس وقت اُس سے منکر نکیر سوال کر رہے ہیں۔

ہم عام طور پر اُس وقت کھانا کھا رہے ہوتے ہیں۔ اور باتیں کر رہے ہوتے ہیں۔

پس وہ روح لوٹا دی جاتی ہے۔ وہیں اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، اسے بٹھاتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ پھر پوچھتے ہیں: تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے: میرا دین اسلام ہے۔ پھر پوچھتے ہیں کہ وہ شخص جو تم میں بھیجے گئے، کون تھے؟ وہ کہتا ہے: وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ فرشتے اس سے دریافت کرتے ہیں کہ تجھے کیسے معلوم ہوا؟ جواب دیتا ہے کہ میں نے اللہ کی کتاب پڑھی، اس پر ایمان لایا اور اسے سچا مانا۔ وہیں آسمان سے ایک منادی ندا کرتا ہے کہ میرا بندہ سچا ہے، اس کے لئے جنت کا فرش بچھا دو۔ اسے جنتی لباس پہنا دو اور اس کے لئے جنت کا دروازہ کھول دو۔ پس اس کے پاس جنت کی تروتازگی، اس کی خوشبو اور وہاں کی ہوا آتی رہتی ہے اور اس کی قبر کشادہ کر دی جاتی ہے۔ جہاں تک اس کی نظر پہنچتی ہے، اسے کشادگی ہی کشادگی نظر آتی ہے۔ اس کے پاس ایک نہایت حسین و جمیل شخص لباس فاخرہ پہنے ہوئے خوشبو لگائے ہوئے آتا ہے اور اس سے کہتا ہے: خوش ہو جا، یہی وہ دن ہے جس کا تجھے وعدہ دیا جاتا تھا۔ یہ اس سے پوچھتا ہے: تو کون ہے؟ تیرے چہرے سے بھلائی پائی جاتی ہے۔ وہ جواب دیتا ہے کہ میں تیرا نیک عمل ہوں۔ اب تو مومن آرزو کرنے لگتا ہے کہ اللہ کرے قیامت آج ہی قائم ہو جائے تا کہ میں جنت میں پہنچ کر اپنے مال اور اپنے اہل و عیال کو پالوں۔

اس طرح وہ اپنی قبر میں قیامت تک آرام کرے گا۔

ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ ہمیں ایسے لوگوں میں شامل فرمالے۔ آمین